بسم اللہ الرحمن الرحیم

مظلومئِ شبیر پہ روئے گا زمانہ

مظلومئِ شبیر پہ روئے گا زمانہ
اور زینب دلگیر پہ روئے گا زمانہ
مظلومئِ شبیر پہ روئے گا زمانہ

کٹ کٹ کے گرے نہر پہ عباس کے شانے
کیا شاہ کمر تھام کر جائیں گے اُٹھانے
اُس بازوئے شبیر پہ روئے گا زمانہ

عون اور محمد تھے جو زینب کے دُلارے
آنکھوں کے وہ تارے گئے میدان میں مارے
اُس نور کی تنویر پہ روئے گا زمانہ

کہتی تھی سکینہ میرا دُولھا گیا مارا
اب دشتِ بیابان میں ہے کون سہارا
اُس دولہائے دلگیر پہ روئے گا زمانہ

مرنے سے یہ اکبر کے تھا شبیر کا احوال
آنکھوں میں اندھیرا تھا اور کاندھے پہ جواں لال
اُس بخت کی تحریر پہ روئے گا زمانہ

تیر اُس کے گلے میں لگا جھولے سے جو آیا
پیاسا ہی جسے شاہ نے تربت میں سلُایا
اُس اصغر بےشیر پہ روئے گا زمانہ

سُوکھا تھا گلا شاہ کا پانی نہ پلایا
سینے پہ چڑھا شمر اور خنجر کو پھرایا
اُس شاہِ بے تقصیر پہ روئے گا زمانہ

زینب نے درِ خیمے سے دیکھا تھا یہ منظر
سجدے میں ہوا سر جُدا چلتا رہا خنجر
اُس سجدۂ شبیر پہ روئے گا زمانہ

پڑھتا تھا کہف نیزے پہ جس دم سرِ شبیر
چہرے سے ٹپکتا تھا خوں اور بہتے رہے نیر
اُس خون کی تقطیر پہ روئے گا زمانہ

اونٹوں کی مہاریں لئے پیدل چلا بیمار
تھا طوقِ گراں بار میں وہ قافلہ سالار
اُس صاحبِ زنجیر پہ روئے گا زمانہ

وہ شام کا دربار تھا ، زینب تھی کُھلے سر
ننھی سی سکینہ کے بھی چھینے گئے گوہر
اُس دختر و ہمشیر پہ روئے گا زمانہ

جب تخت پہ سیفُ الہدا ہوں گے اے حسامی
اور روئینگے شبیر پہ داعی یہ امامی
اُس بہتے ہوئے نیر پہ روئے گا زمانہ